مشرق اور مغرب کے تناظر میں خاندانی نظام کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Family System in the Context of East and West

Sidra Parveen
Lecture Islamic Studies, Faculty of Allied Health sciences, Superior University Lahore:
sidra.parveen@superior.edu.pk

Sakeena Nazim
Lecture Islamic Studies, Faculty of Allied Health sciences, Superior University Lahore:
sakeena.nazim@superior.edu.pk

Sajida Dilshad
Lecture Islamic Studies, Superior University Lahore:
sajida.dilshad@superior.edu.pk

Abstract:

The purpose of writing this article is to convince those who today blame the West for the destruction of the family system to be convinced of the fact that the West has the same family system as the East. But as time went on, as people progressed, they gave this freedom the wrong color and became attracted to obscenity. Due to this obscenity, the family system of both East and West was shattered. The family system presented by Islam is the best system. If we do not live according to the teachings of Islam in this day and age. If we pass, we will be destroyed and so will our future generations. For this, it is necessary that we train our children according to the principles of pure Islam, teach them to respect each other, to tolerate each other's words. So that there is peace in the life of husband and wife and children grow up in a good mood by seeing their parents respecting each other and future generations also respect each other. Your life is a beacon for us. By living according to your married life, our world will be successful and the Hereafter will also be successful because it is your hadith."The best of you is the one who is best to his wives and I am the best of you all to my family." Because any family is based on marital relationship, if husband and wife treat each other well, then children follow in their footsteps, so it is important to train your family according to Islamic methods.

Keywords: East and West, Family, Islamic methods, Children, Freedom.

مقدمہ

نظامِ خاندان میں خاندان کو معاشرے کی بنیادی اکائی کہا جاتا ہے اسی سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ نظامِ خاندانی میں خاندان کے تمام افراد وہ ستون ہوتے ہیں جو اس بنیادی معاشرتی اکائی کو نہ صرف پروان چڑھاتے ہیں بلکہ اس کی آبیاری کر کے جڑوں کو مضبوط بنا کر ایک تناور اور پھلدار درخت میں تبدیل کر دیتے ہیں. یہ بنیادی اکائی جس قدر مضبوط و مستحکم ہو گی معاشرہ اتنا ہی بہتر اور توانا ہو گا۔ اسی لیے ہر تہذیب اپنے معاشرتی نظام کی تشکیل کے لیے خاندان پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ مرد و عورت کے مجموعی حقوق و فرائض کے دائرہ کار کو طے کیا جاتا ہے، ان کی مختلف حیثیتوں کو واضح کیا جاتا ہے۔ خاندانی اقدار کا تحفظ ہی معاشرتی زندگی کے اتار چڑھاؤ میں مدد دیتا ہے۔ مغرب نے خاندانی نظام کو اجتماعیت سے انفرادیت کی شکل دے دی جس سے انہیں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثر نظام جو اجتماعیت سے خالی اور عاری ہوں وہ بے معنی اور عیب دار ہیں۔

مغربی نظام خاندانی جس نے انفرادیت کا راستہ اختیار کرنے کے لیے جن چیزوں کو ضروری جانا وہ اولڈ ایج ہومز کا تصور، بے تحاشہ انشورنس، انفرادیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نفسیاتی بیماریاں اور ان کی علاج گاہیں الغرض جتنا تفکر ، تصور اور تعقل کا دائرہ کار وسیع کرتے چلے جائیں گے اتنا ہی چیزوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ انفرادیت نے نسلوں کے تجربات کو ختم کر دیا اور ہر چیز کمپنی کی پیداوار سے حاصل ہونے لگی۔ اس وقت مغربی تہذیب کا حملہ ہمارے معاشرے کو بڑی تیزی سے مغربی رنگ میں رنگنے کی کاوشیں کر رھاہے جس میں میڈیا کی ہر شاخ(سوشل، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اپنا کردار ادا کر رہا ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں موجود اسلام کے خاندانی نظام جو مشرقی نظام خاندان کی عکاس ہے اس سے مکمل رہنمائی اور استفادہ کیا جائے۔ یہ رہنمائی انسان کے خالق کی طرف سے ہے جو فطرت انسانی کا بھی خالق ہے اس کی طرف سے دیا گیا خاندانی نظام یقینا انسان کی دنیاوی راحت وسکون اور اخروی بھلائی کا باعث ھے.

خاندان کیا ہے؟

سب سے پہلے ہم بات کر لیتے ہیں کہ خاندان ہے کیا؟ خاندان کہتے کسے ہیں؟ اس کی حدود و قیود کیا ہیں؟ آج کے دور میں ہمارے ہاں جو خاندانی نظام ہے اس کے بگاڑ کی اھم وجہ کیا ہے ؟ تاکہ ہم اس کے نتیجے میں مشرقی و مغربی نظامِ خاندان کا تقابل سمجھ سکیں۔ سب سے پہلے ماہرین کی نظر میں خاندان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر خالد علوی خاندان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مشرق اور مغرب کے تناظر میں خاندانی نظام کا تقابلی جائزہ

" "خاندان ایک ایسا نظام ہے جو انسانی رویئے اور طرز عمل کی تشکیل کرتا ہے۔ خاندان ہی وہ نظام ہے جس کے ذریعے معاشرتی تربیت ہوتی ہے۔ خاندان ہی وہ نظام ہے جو فرد کو اپنے فرائض کا احساس دلاتا ہے۔ اسے فرق مراتب کا شعور بخشتا ہے۔ اگر خاندان کا استحکام کم ہو جائے تو انسانی طرز عمل، معاشرتی فرائض کا شعور اور افراد معاشرہ کے مراتب کا یقین سب کچھ ختم ہو جائے گا"۔(3)

ڈاکٹر محمد امین خاندان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تمام مذاہب میں خاندان کی وکالت اس طرح کی گئی ہے کہ گویا یہ خاندان مرد کے لیے گھونسلہ اور عورت کو اولین استاد قرار دیا گیا ہے، جس جیسا استاد مہیا ہونا ناممکن ہے"۔(4)

مشہور مستشرق اینگلز (Engels Friedrich) کا کہنا ہے:

"اولین دور میں خاندان کا آغاز دائروں کے محدود ہونے سے ہوا، پہلے آغاز قبیلے کے اندر ہوا۔ جس کے اندر دو متضاد رشتے داروں اور بعد میں دور دراز رشتے داروں میں بُعد پیدا ہوا۔ حتیٰ کہ شادیوں کے ذریعے جڑے ہوئے، افرادِ خانہ بھی الگ ہونے لگے، آخر میں شادی کے بندھن میں بندھے ہوئے افراد کا جوڑا رہ گیا۔ یہ ایک ایسا مالیکیول ہے جس کے بکھرنے سے خاندان بذاتِ خاد بکھر جاتا ہے"۔(5)

اس کے علاوہ بھی خاندان کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں بنیادی طور پر یہ انتہائی قریبی رشتہ داروں کا گروہ ہوتا ہے جو خاص اقدار کو لیے نسلِ نو کی دنیاوی اور دینی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے کہ انسان معاشرے کے لیے مفید شہری بن سکے۔ مشرقی خاندان آج کے دور میں مغربی دور سے متاثر ہو کر اپنی پہچان کھوتا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کسی بھی جگہ پر لوگوں کے مل جل کر رہنے کو خاندان کا نام دیا جاتا ہے۔ اور دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان میں ہر مذہب نے گھریلو زندگی کے لئے کچھ اصول وضوابط قائم کیے ہیں۔ اسی طرح مذہب اسلام نے ہمیں جو اصول سکھائے ہیں انہیں اسلام کا عائلی نظام کہا جاتا ہے۔ عائلی زندگی یا گھریلو زندگی سے مراد شوہر اور بیوی کی زندگی ہے اور جب ان کے ہاں اولاد ہو تو یہی شوہر باپ اور بیوی ماں کہلاتی ہے تو اب اس گھریلو زندگی کے افراد ماں باپ اور اولاد ہیں۔(6)

کوئی بھی خاندان ہو اس کی ابتدا مرد وعورت سے ہوتی ہے۔ انہی سے آگے سلسلہ چلتا ہے کیونکہ مرد وعورت کی رفاقت سے ہی خاندان بنتے ہیں پھر ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں اسی سلسلے سے بچے بڑے ہو کر والدین بن جاتے ہیں اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً وَّجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُونَ۔ (7)

"اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے پوتے عطا کیے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔ پھر کیا یہ لوگ (یہ سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی) باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں"۔

مذہب اسلام کے مطابق دنیا میں خاندان کا جو نظام شروع ہوا وہ حضرت آدم اور حضرت حوا کی رفاقت سے شروع ہوا۔ اللہ پاک نے سب سے پہلے حضرت آدم کو تخلیق کیا پھر اسی میں سے جنسِ انسان کی دوسری صنف جس کو صنفِ نازک کا نام دیا گیا، حضرت آدم کی دلجوئی کے لئے حضرت حوا کو اس دنیا میں بھیجا گیا۔ پھر اللہ نے ان کو اولاد کی نعمت سے نوازا۔ ان دونوں کے ملاپ سے خاندانوں کے خاندان سرزمینِ فانی پر جلوہ گر ہوتے چلے گئے۔ جب یہ بچے پیدا ہوئے تو مرد وعورت کے مرحلے سے گزرتے ہوئے والدین کا روپ اختیار کر گئے۔ اسی طرح قبیلے اور خاندان بنتے گئے۔(8)

کسی بھی خاندان میں بچے کی پہلی درسگاہ خاندان ہی ہوتا ہے۔ خاندان کو اگر ایک چھوٹی ریاست کا نام دیا جائے تو غلط نہیں ہو گا۔

خاندان کو ایک معاشرتی نظام کا نام بھی دیا جا سکتا ہے جس میں ہم متحدہ رشتوں سے خاندان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ پھر بچے جوان ہو کر خاندان کی معاشی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے انسان کی فطرت میں یہ چیز شامل کر دی ہے کہ وہ مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے اس کے لئے اللہ پاک نے انسان کو گھریلو زندگی گزارنے کے کچھ آداب سکھائے ہیں۔ نبی ﷺ کی گھریلو زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ مذہب اسلام نے گھریلو زندگی کا جو نظام دیا ہے اس کا خاکہ یہ ہے کہ اگر ایک طرف مرد کے حقوق ہیں جو کہ عورت کے فرائض ہیں تو دوسری طرف عورت کے حقوق بھی رکھے ہیں جو کہ مرد کے فرائض میں شامل ہیں۔ پھر دونوں کو اس چیز کا پابند کر دیا کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ انہی حقوق و فرائض کو ادا کرتے ہوئے وہ ماں باپ بنے تو ان کے سامنے اولاد تھی تو یہاں مذہب اسلام نے والدین کے کچھ فرائض بتائے جو اولاد کے حقوق ہیں تو دوسری طرف اولاد کے ذمہ کچھ فرائض مقرر کیے جو کہ اس کے والدین کے حقوق ہیں۔ انہی حقوق و فرائض کو ادا کرتے ہوئے مذہب اسلام اسے گھریلو زندگی کا نام دیتا ہے۔ کسی بھی مستحکم خاندان کی بنیاد مرد وعورت پر ہوتی ہے کیونکہ بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔(9) بچہ جو سکون اپنی ماں کی گود میں حاصل کرتا ہے وہ اسے دنیا میں کہیں اور نہیں

ملتا۔ وہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ کھیلتا ہے ماں باپ کے سہارے کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے ماں باپ اور چھوٹے بہن بھائیوں کا سہارا بن جاتا ہے۔ درحقیقت خاندان کے ارتقاء کا آغاز ایک بہت اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں خاندان کے اندر انتشار پیدا ہونا شروع ہو گئے ہیں اور اس انتشار کی وجہ موجودہ دور میں مہذب معاشرے کی زوال پذیری ہے۔ کیونکہ خاندان ایک ایسا نظام ہوتا ہے جو کہ انسانی رویوں اور ان کے ردِ عمل کو سامنے رکھتے ہوئے کسی بھی فرد کی معاشرتی تربیت کی جاتی ہے اسے اس کے فرائض کا احساس دلایا جاتا ہے۔(10)

مشرقی خاندانی نظام میں رشتوں کی اہمیت:

مشرقی نظامِ خاندان میں اساسی اکائی اسلام کو حاصل ہے اور اسلام حقوق العباد میں رشتوں کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ دراصل یہ رشتوں کا تقدس ہی ہے جو خاندان کی بنیاد بنتا ہے اور انہیں قائم رکھتا ہے۔ اسلام نے ایک تو رشتوں کو اہمیت دی اور دوسرا ان کی حفاظت کو ضروری قرار دیا۔ اگر کسی بھی وجہ سے ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہو تو اس بگاڑ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تعلیم دی۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے،

"رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم یقول، ”قال اللّٰه تبارک و تعالیٰ أنا اللّٰه و أنا الرحمٰن خلقت الرحم و شققت لها من اسمی فمن وصلها و صلته و من قطع بتته“ (11)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

"میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں، میں نے رشتہ و قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمٰن کے مادہ سے نکال کر اس کو رحم نام دیا ہے، پس جو اسے جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا، اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

اس حدیث میں کس خوبصورتی سے رشتہ داری کو یعنی رحم اور پھر اسے رحمٰن سے جوڑا گیا ہے جو اللہ کی بہت رحمت و الفت والی صفت ہے۔ رشتہ داروں کو ذوی الارحام کہا جاتا ہے،

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"واولو الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللّٰه"

"اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے، بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حق دار ہیں۔"(12)

ایک ذی رحم پکارا جاتا ہے اور رحمٰن کا مادہ اصلی رحم ہے یوں رحمٰن اور رحم آپس میں جڑ جاتے ہیں۔ رشتہ دار بھی آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اس ملے ہوئے ہونے کا لحاظ رکھنے کی اور جڑے رہنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ رشتہ داروں سے جڑنا اللہ سے جڑنا ہے اور ان سے قطع تعلقی اختیار کرنا اور دوری اختیار کرنا اللہ سے دوری کا باعث ہے۔

مغربی خاندانی نظام:

جارج پیٹر مرڈاک (George Peter Murdok) نے اپنی کتاب (Social Structure)(معاشرتی ڈھانچہ) میں خاندان کے ادارے کا مطالعہ کرتے ہوئے دو سو پچاس معاشروں کے نمونوں کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خاندان کا ادارہ کسی نہ کسی صورت میں انسانی معاشروں میں موجود رہا ہے۔ وہ کہتا ہے:

"The family is social group characterized by common residence. Economic cooperation and reproduction. It includes adults of both sexes. At least two of whom maintain a socially approved sexual relationship and one or more own or adopted children, of sexually cohabiting adults."(13)

مغرب کے خاندانی نظام پر اکثر ہمارے ہاں گفتگو ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔ اس موضوع پر ہمارے ہاں کئی فکری مغالطے پائے جاتے ہیں۔ ایک مغالطہ یہ ہے کہ مغربی لوگ خاندان اور رشتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کا خون سفید ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے مغرب میں خاندانی نظام یعنی فیملی سسٹم دم توڑ گیا ہے۔ یہ ایک عام مغالطہ ہے، جو ہمارے کچھ دانشور بار بار دہراتے رہتے ہیں۔ مغرب کے خلاف گمراہ کن تصورات پھیلانے والوں کے ہاتھ میں یہ ایک مہلک ہتھیار ہے۔ وہ اس ہتھیار کو بڑی چلاکی سے مغرب کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

یہ مغالطہ پھیلانے والے اس کے حق میں کئی مثالیں دیتے ہیں۔ ایک مقبول عام مثال یہ ہے کہ مغرب میں بچے جوان ہونے سے پہلے ہی اپنے والدین کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ الگ رہنے لگتے ہیں۔ کبھی کبھار اس مثال کو الٹا کر کے اس طرح بھی پیش کیا جاتا ہے کہ مغرب میں بچے جوں ہی بڑے ہوتے ہیں والدین انہیں گھر سے نکال دیتے ہیں۔

مغرب میں قدیم یوٹوپیائی خاندانی نظام کی جگہ موجودہ دور کے جدید خاندانی نظام تک کے تاریخی ارتقائی عمل پر ہزاروں کی تعداد میں ریسرچ پیپرز اور کتابیں موجود ہیں۔ لیکن ہمارے دانشور جو اس موضوع پر فکری کنفیوژن کا شکار ہیں وہ اگر صرف دو کتابیں ہی پڑھ لیں تو خاندانی نظام کے تاریخی ارتقا پر ان کا یہ کنفیوژن دور ہو سکتا

ہے۔ ان میں سے ایک کتاب ممتاز امریکی دانشور لیوئس ہینری مورگن کی ہے جو 1877 میں لندن میں چھپی ۔دوسری فیڈرک اینگلس کی ہے جو اس نے 1884 میں خاندان کی ابتدا، نجی ملکیت اور ریاست کے نام سے لکھی تھی، جس میں اس نے مورگن اور مارکس سے استفادہ کیا۔(14)

مغرب میں معاشی اور سماجی طور پر ترقی یافتہ ہونے سے پہلے بالکل ہماری طرح کا مشترکہ خاندانی نظام تھا۔ ایک ہی خاندان کی تین تین نسلیں ایک ہی گھر میں رہتی تھیں۔ یہ ایک خاص طرز زندگی تھا جس کی وجہ اس وقت کے معاشی حالات تھے۔ یہ معاشی حالات وقت کے سماجی رشتوں کا تعین کرتے تھے۔ ثقافت کی تشکیل کرتے تھے۔

شکار اور زراعت کے زمانے کے انسان کی بقا کی اپنی ضروریات تھیں۔ وہ اپنی ضروریات کے لیے خاندان اور برادری پر انحصار کرتا تھا۔ چنانچہ ان ادوار کے انسان کو اپنی ضروریات کے لیے خاص قسم کے سماجی وثقافتی رشتوں کی ضرورت تھی۔ صنعتی انقلاب کے بعد مغرب میں ایک نیا معاشی نظام آیا۔ اس نظام میں نئے سماجی اور ثقافتی رشتے قائم ہوئے۔ اس نظام کے اندر انسان نے اپنے روزگار اور تحفظ کے لیے خاندان کے بجائے سماج کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کی اپنے خاندان سے محبت کم ہو گئی یا خاندانی رشتوں میں محبت میں کمی آگئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی ضروریات کے لیے خاندان پر جو انحصار کرتا تھا اس سے آزاد ہو گیا۔

اس نئے سماج کے اندر نئے سماجی رویئے سامنے آئے۔ ان میں ایک رویہ اپنے ہاتھوں سے کام کرنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا تھا۔ اس طرح نئے سماج میں بچے زمانہ طالب علمی میں ہی یعنی ہائی سکول کے دوران زندگی کی دوڑ میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔ انہوں نے وقتی کام کرنا شروع کر دیا۔ آغاز جوانی میں ہی یہ لوگ ایک آزاد و خود مختار زندگی گزارنے لگے۔ ان میں خود انحصاری کے تصوارات پیدا ہوئے۔ اس طرح نوجوان اپنے والدین کے گھروں اور بیسمنٹ یعنی تہہ خانے سے نکل کر اپنے طور پر رہنا شروع ہوئے۔(15)

اوائل جوانی میں کام کرنے کا رجحان رفتہ رفتہ نوجوانوں میں فیشن یا سٹیٹس سمبل بن گیا۔ اس طرح جو نوجوان زیادہ سمارٹ یا تیز ہوتا وہ زیادہ جلدی اور آسانی سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ عمل والدین کے لیے پریشانی کے بجائے خوشی اور مسرت کا باعث سمجھا جانے لگا کہ ان کے بچے کس طرح سماج میں ایک کامیاب زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ والدین نے اس پر ناراضگی کے بجائے اس عمل کی حوصلہ افزائی کی۔ اس طرح جو بچہ اس دوڑ میں کچھ پیچھے رہ جاتا ہے یعنی جوان ہونے کے باوجود والدین پر انحصار کرتا ہے۔ اسے نوجوانوں کی کمیونٹی میں ایک طرح کا لوزر سمجھا جاتا ہے جو زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ گیا ہے۔

مغرب میں والدین اور بچوں کے رشتے میں اتنی ہی محبت اور پیار ہے جتنا ہمارے ہاں ہے۔ بلکہ بعض حالات میں یہ ہم سے کہیں زیادہ گہرا ہے۔ انسان جتنا زیادہ معاشی طور پر آسودہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی سماجی طور پر آزاد ہوتا ہے۔وہ زندگی کی بنیادی ضروریات سے بے فکر ہوتا ہے، وہ اتنا ہی زیادہ پیار محبت اور ذہنی آسودگی جیسی جذباتی ضروریات پر توجہ دیتا ہے۔ جہاں انسان کی زندگی دو وقت کی روٹی، سر چھپانے کی جگہ، یا زندگی کی بقا کے لیے مسلسل حالت جنگ میں ہو وہاں پیار و محبت اس کی زندگی کی پہلی ترجیح نہیں ہوتی۔ جیلوں میں بند لوگوں کے آپس میں بڑے قریبی تعلق، رشتے، محبتیں اور جذباتی وابستگیاں ہوتی ہیں۔ مگر ان کا موازنہ ایک آزاد سماج میں رہنے والے خوش حال لوگوں سے کیسے کیا جا سکتا ہے جو کسی لالچ و خوف کے بغیر آزادانہ و شعوری پیار و محبت کے رشتے بناتے ہیں۔

اس کے نتیجے میں شادی اور مرد و عورت کی حیثیت اور تعلقات کے بارے میں نئی صورتیں پیدا ہوئیں ہیں۔ کے الفاظ کے مطابق (Oakley) مثلاً اوکلے:

"Marriage and house wife are basic impediments to occupational sex equality. The female professional worker is likely to differ in one important respect from the male professional worker: She is between three and four times more likely to be unmarried. (16)

آج کے دور میں مغرب کی ازدواجی زندگی میں اگر کوئی چیز سب سے زیادہ مرکزی اہمیت رکھتی ہے تو وہ صرف جنسی تسکین ہی ہے، وہاں پر ترقی یافتہ ہونے کی سب سے بڑی علامت اختلاط ہے اور ایسی ہی آزادی کی دعوت اہلِ مغرب ہر طرح کے وسائل استعمال کر کے دے رہے ہیں، میڈیا کا تمام تر زور اسی پر چل رہا ہے اور وہ فحاشی، آوارگی، عریانیت کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کے دور میں یہ دعوت جس تیزی سے پھیل رہی ہے اسی تیزی سے قبولیت بھی حاصل کر رہی ہے اور اسلامی ممالک میں بھی اس وبا کی شدت کچھ کم نہیں ہے، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی ہے اور توحید کے علمبردار جو ایسے نظام کی مقبولیت کے حامل ہیں جس میں سراپا خیر و اعتدال ہی ہے اور تمام مسائل کا حل ہے، ان کا اپنے معاشرتی اور تہذیبی اقدار سے غافل ہو کر مغربی نظام کے پیچھے دوڑنا ایک عجیب و غریب سانحہ ہے اور اسی میں ان کے زوال اور ضعف کا راز بھی مضمر ہے۔

خاندان کے حقوق و فرائض:

خاندان کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

عائلی زندگی۔ نکاح کی اہمیت ازرائے قرآن وحدیث:

خاندانی نظام کے سلسلے میں جو اصول شریعتِ اسلامیہ نے متعارف کروائے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر ایک کامیاب زندگی گزاری جاسکتی ہے۔ کیونکہ ان کی اساس حقوق کی ادائیگی اور احساسِ ذمہ داری ہے۔(17)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارو قودھا الناس و الحجارۃ" (18)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نوجوانو! تم مین سے جو نکاح کرنے کی طاقت رکھے اسے نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ اس (نکاح) سے نظر نیچی رہتی ہے اور شرم گاہ (گناہ سے) محفوظ رہتی ہے"(19)

نکاح مفکرین کی نظر میں:

خاندان کا نظام عورت اور مرد کے اس مستقل اور پائیدار تعلق سے بنتا ہے جس کا نام نکاح ہے۔(20)

عورت کا مقام:

خاندان میں عورت کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ لیکن خاندانی ارتقاء کے ساتھ ان کے مقام میں بھی فرق آیا ہے۔(21)

مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

"عورت کا اصل میدانِ عمل اس کا گھر ہے نہ کہ باہر۔ اس لیے بغیر کسی حقیقی ضرورت کے، اس کا غیر متعلق کاموں میں شرکت کے لیے نکلنا یا سیر سپاٹے، تفریح، تماشہ بنی اور پکنک کے لیے جانا اپنے حسن وجمال اور بناؤ سنگھار کی نمائش کرتے پھرنا ناجائز ہے۔(22)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"شوہر کے لئے بیوی دنیا کی بہترین چیز ہے اس کے بچوں کی معلمہ ہے اور اس کے گھر کو سنبھالنے والی ہے۔"(23)

میاں بیوی کے حقوق وفرائض:

میاں بیوی کے ایک دوسرے پر اگر کچھ حقوق ہیں تو ایک دوسرے پر کچھ فرائض بھی ہیں۔ جن کا پورا کرنا بہت ضروری ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ ایک بندہ اپنے فرائض پورے کرتا رہے لیکن دوسرا اپنے فرائض پورے نہ کرے۔ باہمی الفت ومحبت اور امداد وتعاون کی بنیاد پر گھر اور جملہ اہلِ خانہ شادوآباد ہوتے ہیں۔ لہذا میاں بیوی کو تنگی

و فراخی، مشکلات و آسانی ہر حالت میں غموں کو دور کرنے اور فرحت و سرور پیدا کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہیے۔(24)

والدین کے حقوق:

اللہ تعالیٰ نے احسان بالوالدین کو اپنی عبادت کے بعد ذکر کیا ہے۔ اور کئی جگہوں پر ان کے حق کو اپنے حق کے ہمراہ ذکر فرمایا ہے۔ والدین کی تعظیم تمام ادیان و شرائع میں واجب ہے۔ تمام کتب سماوی تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں یہی حکم ہے کہ والدین سے حسنِ سلوک کرو۔ ان کے حقوق، حرمات اور تعظیمات کا خیال رکھو۔ (25)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ان اشکر لی ولوالدیک الیّ المصیر" (26)

"میرا اور اپنے والدین کا احسان مندرہ، میری ہی طرف لوٹنا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی دوسری کے بغیر قابلِ قبول نہیں ہے۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول ﷺ کی اطاعت کے بغیر مقبول نہیں۔

۲۔ نماز بغیر زکوٰۃ کے مقبول نہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا شکر والدین کے شکر کے بغیر مقبول نہیں۔(27)

اولاد کے حقوق:

بچپن سے لے کر بلوغت تک کی عمر تک پہنچنے تک بچوں کی پرورش، نشوونما اور تحفظ خاندان کی بنیادی آکائی ہے۔(28)

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

"ہر بچہ مسلم فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔(29)

بچے قوم کا وجود اور مستقبل کے والدین ہیں معاشرہ انہی سے تشکیل پاتا ہے۔ جو معاشرہ جس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرے گا اسی طرح کے افراد اس معاشرے کا مرتب مواد ہوں گے۔ والدین کے حقوق کی طرح اولاد کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں جو کہ والدین کے فرائض میں شامل ہوتے ہیں۔ جنہیں پورا کرنا ہر والدین کا فرض ہے۔ جیسا کہ اولاد کا اچھا نام، تعلیم، حسنِ سلوک، اخلاقی اور روحانی تربیت، نکاح، میراث وغیرہ شامل ہیں۔(30)

مغربی خاندانی نظام کے بگڑنے کے سنگین نتائج بر آمد ہوئے ہیں۔

عورت پر گھریلو امور کی ذمے داری ہے اور یہ ذمہ داری تین پہلو رکھتی ہیں۔ بچوں کی پیدائش، پرورش اور تربیت۔ ان تین ذمہ داریوں کے ساتھ جب عورت نے چوتھی ذمہ داری ملازمت کی بھی ڈال لی تو نہ صرف پہلی تین ذمہ داریوں نظر انداز ہوئیں بلکہ اس کی ذات بھی پس کر رہ گئی۔(31)

نعیم صدیقی نے اس شدید افسوس ناک صورتِ حال کو اپنی کتاب "عورت معرض کشمکش میں" میں اس طرح بیان کیا ہے:

"صنعت کے شعبے میں عورت کو لانے کی وجہ سے عائلی زندگی تباہ ہوئی ہے۔ اس کی ملازمت کی وجہ سے "گھر" دلچسپی سے خالی ہو کر رہ گیا ہے۔ وہ خود بھی دماغی طور پر مطمئن نہیں ہے۔ گھر اس طرح خالی ہو گئے ہیں کہ گھر میں کرنے کے لیے اس کے پاس کوئی کام نہیں رہا۔ اس طرح گھر جیسا ادارہ جو کہ دس ہزار سال تک بر قرار رہ سکتا تھا، ایک ہی نسل میں تباہ ہو گیا۔"(32)

ا۔ شادی کے بغیر مل کر رہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ایک نئی اصطلاح شریک حیات کی ایجاد ہوئی۔

جنگ کے زمانے میں محبِ وطن خواتین نے سر زمینِ فرانس کی حفاظت کرنے والے بہادروں کی "خدمت" فرمائی تھی۔ اور جن کو اس خدمت کے سلسلے میں بے باپ کے بچے مل گئے تھے۔ انہیں (جنگ دیو تامائیں)کالقب دیا گیا۔ یہ ایک ایسا اچھا تا تخیل ہے کہ اردو زبان اس کا ترجمہ کرنے سے عاجز ہے۔(33)

۲۔ شادیاں ناکام ہونا شروع ہوئیں اور طلاقوں کی تعداد بڑھی۔

'(خطرات میں گھری ہماری اقدار) میں لکھتے ہیں۔Our endangered Valueکارٹر اپنی کتاب:

"ہمارے ہاں طلاق اب خطرناک حد تک عام ہو چکی ہے۔ تمام امریکی بالغوں میں سے 25 فیصد میں کم از کم ایک مرتبہ طلاق ہو چکی ہے۔ گویا خاندان کا نظام امریکہ میں بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کینڈا اور یورپ کے مقابلے میں امریکہ کے اندر جنسی بے راہ روی زیادہ ہے۔ یہاں اسقاطِ حمل بھی زیادہ ہیں۔ سوزاک اور ایڈز جیسی بیماریاں بھی زیادہ ہیں۔(34)

تنہاماؤں کا ایک نیا گروپ وجود میں آیا جو جنسی تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو (Single Mothers)۔۳

بغیر باپ کے پالتی ہیں۔(35)

کا مسئلہ درپیش ہے۔ آزادی کی وجہ سے نو خیز (Teenage Pregnancy)۴۔ آج کے جدید معاشرے کو نوخیزی کے حمل

لڑکیاں جنسی تجربوں کی وجہ سے حاملہ ہوتی ہیں۔برطانیہ میں 10 برس کی لڑکیوں نے بچوں کو جنم دیا ہے۔

۵۔ بھلائی سے بھلائی کا راستہ کھلتا ہے اور برائی سے برائی برائی کو کھینچتی ہے۔مغرب کے سلسلے میں اس حقیقت کو آج سر کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اخلاقی قدروں کی پامالی کے نتیجے میں جنس پرستی میں اضافہ ہوا ہے اب مغرب میں ہم جنس پرستی ایک قابلِ قبول رویہ ہے اور اب تو پروٹسٹنٹ کلیسا نے ہم جنس پرستوں کو پادری کے طور پر بھی قبول کیا ہے۔ مغربی ریاستوں نے خاندان کے بہت سے فرائض اپنے ذمہ لے لئے ہیں لہذا خاندان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تاہم مغرب میں اب خاندان کے کردار کو دوبارہ زندہ کیا جارہا ہے لیکن اب خاندان میں عورت کی حیثیت مختلف ہے۔(36)

میں لکھتا ہے "کہ ایک مرتبہ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر نے چالیس خاندانوں کی خفیہ Hereself ڈاکٹر لوری اپنی کتاب Dr.Lowry

اطلاع دی کہ ان کے لڑکے اب مدرسہ میں نہیں رکھے جا سکتے کیونکہ ان میں "بد اخلاقی کی ایک خوف ناک حالت" کا پتہ چلا ہے"۔(37)

"میں اظہار کرتی ہیں کہ خاندان نے اپنے کردار کو برقرار The family and marriage in Britain اپنی کتاب" Fletcher

رکھا ہے لیکن اسے مشکلات کا سامنا ہے۔

"خاندانی نظام میں اب بھی عورت بچوں کی نگہداشت اور گھر کے کام کاج کرتی ہے لیکن اب خاوند اس میں شریک ہوتے ہیں۔ کپڑے دھونے، صفائی کرنے، برتن دھونے اور دوسرے گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور اسی بنا پر بعض اوقات گھروں میں ہنگامے بھی ہوتے ہیں"۔(38)

حقیقت یہ ہے کہ آج کے اس پر فتن دور میں مغرب میں شادی سے ایک یا دوسرا فرد بھاگنا چاہتا ہے اور چونکہ قانون موجود ہے اس لیے طلاقیں ہوتی ہیں اور ان کی وجہ سے خاندان کا نظام شدید بحران کا شکار ہے اور اس سے بچوں کے لئے مزید مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو آج کے دور میں اولاد کی تربیت اب کوئی خاندانی مسئلہ نہیں رہا۔ جدید معاشرہ میں تعلیمی اداروں نے یہ ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ بعض ریاستوں نے بزرگوں کی نگہداشت کا مسئلہ اپنے ذمہ لے کر پنشن یا

الگ سکونت کا انتظام کر دیا ہے۔ مرد وعورت آزادانہ زندگی گزارتے ہیں اس لیے نکاح کا جو اصل مقصد بیان کیا گیا تھا وہ اب انسانی تقدس کھو چکا ہے اور اب نکاح کو زیادہ تر معاشی اور جنسی معاہدہ سمجھا جاتا ہے جو انکی پسند پر طے اور ناپسندیدگی پر ختم ہو سکتا ہے۔ خاندان اگر کبھی معاشرتی استحکام کی بنیاد تھا تو آج وہ خود انتشار کا شکار ہے۔

بعض امریکی ماہرین عمرانیات یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب خاندانی نظام ختم ہو جائے گا اور معاشرہ انفرادیت پر مبنی ہو گا جسے ریاست منظم کرے گی اور ایسا معاشرہ اشتراکی فلسفہ کے مطابق وجود پذیر ہو گا جو کسی تنظیم اور ریاست کے بغیر از خود کام کرے گا۔

مذہب اسلام کا دائرہ ازدواج ایک مرتب نظام ہے۔ اس میں نکاح، طلاق، خلع، ایلاء، ظہار اور لعان وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی ہر ایک شق انسانی مزاج اور اس کی فلاح کے عین مطابق رکھی گئی ہے۔ یہ نظام ازدواج انسانی اجتماعیت کی بنیاد ہے۔ اسلام نے نظام ازدواج کی تنظیم اور اس کی حفاظت کے لئے مفصل نظام دیا ہے جس میں اخلاقی اور قانونی اصولوں کو غیر مبہم انداز میں بیان کیا ہے۔ مرد اور عورت کے تعلق کو معاشرتی قدر کے طور پر قانونی اور اخلاقی تحفظ دیا۔ اس رشتے کو معاشرے میں قبولیت کا درجہ دینے کے لئے نکاح کی صورت دی جو ایک اعلانیہ معاہدہ ہے۔ پھر اگر یہ تعلق بوجھ بن جائے اور فریقین اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل نہ ہوں اور علیحدگی کے اصول متعین ہیں۔ اگر خاوند علیحدگی چاہے تو طلاق دے سکتا ہے اور عورت چاہے تو خلع کا اقدام کر سکتی ہے۔ مرد وعورت کے تعلق کو مضبوط کرنے اور جنسی رابطے کو پاکیزہ رکھنے کے لئے جو احکام دیئے ہیں ان کا مقصد خاندان کے ادارے کو مستحکم کرنا اور مسلم معاشرے کو مضبوط اور پاکیزہ رکھنا ہے۔

اسلام نظامِ خاندان کا حامی ہے، اس لیے وہ اسے مستحکم کرنے کی مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے اور اسے کمزور کرنے والے اسباب کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ خاندان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسلام خاندان کو ایک سماجی ضرورت ہی نہیں قرار دیتا، بلکہ اس کا ایک دینی تقاضے کی حیثیت سے ذکر کرتا ہے۔ قرآن میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جو پیغمبر بھیجے ہیں انھوں نے خاندانی زندگی گزاری ہے اور اس کے تقاضے پورے کیے ہیں۔ اسی لیے اللہ کے نیک بندوں کی زبانی یہ دعا کرنے کی تلقین کی گئی ہے:

رَبَّنَا ہَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً۔ (39)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔

نکاح اور خاندان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے، کم ہے۔ نکاح جنسی تعلق کا واحد جائز ذریعہ اسلام نے مرد اور عورت کے جائز اور صحت مند تعلق کے لیے نکاح کو لازم قرار دیا ہے۔ وہ نہ تو رہبانیت کی ہمت افزائی کرتا ہے اور نہ جنسی تسکین کی کھلی چھوٹ دیتا ہے۔ اس کے نزدیک نکاح کے ذریعے ایک مضبوط خاندان وجود میں آتا ہے، جس کے تمام افراد میں ذمہ داری کا احساس پایا جاتا ہے اور وہ اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق سے غفلت نہیں برتتے۔ اس لیے وہ نکاح کی ترغیب دیتا ہے اور افراد، خاندان اور معاشرہ کو صریح الفاظ میں اس کی تاکید کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ والصلحين من عبادكم و امائكم" (40)

'ایامیٰ'، جمع ہے، جس کا واحد 'ایّم' ہے۔ اس کا اطلاق اس مرد پر ہوتا ہے جو بغیر بیوی کے ہو اور اس عورت پر ہوتا ہے جو بغیر شوہر کے ہو، خواہ ابھی ان کا نکاح ہی نہ ہوا ہو، یا نکاح کے بعد عورت بیوہ ہو گئی ہو اور مرد کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہو۔ (۴۱، ۴۲)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے سخت الفاظ میں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"من قدر على ان ينكح، فلم ينكح، فليس منّا"

"جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو، پھر بھی نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں"۔ (۴۳)

اسلام جنسی خواہش کی تکمیل کو نکاح کا پابند بناتا ہے اور نکاح سے ہٹ کر کسی طرح کا تعلق رکھنے سے سختی سے منع کرتا ہے۔ وہ مردوں اور عورتوں دونوں پر سخت پابندی عائد کرتا ہے کہ نکاح کے علاوہ وہ باہم کسی طرح کا جنسی تعلق نہ رکھیں۔ (۴۴)

مذہب اسلام نے گھریلو زندگی کے مقاصد بھی واضح کیے کہ آخر زندگی کا یہ طرز کیوں اختیار کیا جائے ؟ چنانچہ گھریلو زندگی کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد نسل انسانی کی بقاء اور تحفظ ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں مرد و عورت کے باہمی پاکیزہ تعلق کو "نساء کم حرث لکم" سے تعبیر فرمایا کر یہ گھریلو زندگی نسل انسانی کی بقاء کا ذریعہ ہے۔

گھریلو زندگی کا دوسرا اور اہم مقصد تربیت اولاد ہے یہی تربیت اولاد کے دین اور دنیا سنوارنے کا سبب ہے اور ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان میں اپنے نیک بندوں کی یہ خوبی بتائی کہ وہ یہ دعا مانگتے ہیں۔

"ربناہب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرة اعین "

اے اللہ! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔(۴۵)

گھریلو زندگی کا تیسرا مقصد تحفظ عصمت ہے یعنی گھریلو زندگی کے ذریعہ مرد و عورت فطری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پاکیزہ زندگی گزارتے ہیں۔

گھریلو زندگی کا چوتھا مقصد راحت و سکون حاصل کرنا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا" (۴۶)

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہی میں سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون پا سکو۔"

گھریلو زندگی کا پانچواں مقصد احساس ذمہ داری ہے کہ اسلام نے مرد و عورت کے لیے کچھ فرائض مقرر کیے،

ارشاد نبوی ہے:

"الا کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیته"

"آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور جو لوگ اس کے زیر نگرانی ہیں ان کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔"(۴۷)

مغرب کا دلفریب نعرہ "آزادی اور جدت"

مغرب اور اہلِ مغرب کے بارے میں علامہ اقبال نے درست فرمایا:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا　　اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا　　زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا(۴۸)

کسی بھی معاشرہ کے بگڑنے اور زوال پذیر ہونے کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی قدروں، ااپنے صول اور اپنے طریقِ کار کو پسِ پشت ڈال کر دوسروں کی دریوزہ گری کرے اور اپنی سماجی و مذہبی خصوصیات و امتیازات سے دست بردار ہو کر دوسرے سماجوں اور دوسروں کی تہذیبوں کی چاکری کرے۔

مغربی انسان اپنے شعورِ تکون میں زندگی بسر کرتے ہیں۔یونانی حال کے ہو کر رہ گئے ہیں اور اپنی ہی ذات سے فرار نہیں کر پاتے(۴۹)

موجودی تہذیب کی ہر کل ٹیڑھی ہے، عورت اگر اپنے اہلِ خانہ کی خدمت کرلے تو اسے دقیانوسیت اور رجعت پسند قرار دیا جاتا ہے مگر اگر وہی عورت سرِ عام ہوٹلوں میں، ہوائی جہازوں میں، پبلک دکانوں میں ویٹر، روم اٹنڈنٹ، ایئر ہوسٹس اور سیلز گرل بن کر خدمت کرے اور لوگوں کی ہوسناک نگاہوں کا ہدف بنے تو یہ آزادی ہے، جدت و اعزاز ہے۔

ماں ساٹھ سال سے زیادہ عمر کو پہنچ جائے تو اسے معذورین کے لیے موجود خاص مکان میں منتقل کر دیا جاتا ہے، وہاں موجود نرسیں اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماں محبت، خلوص اور بے غرض خدمت سے محروم ہو جاتی ہے، وہ کسمپرسی اور بے چارگی کا شکار ہو کر موت کی منتظر رہتی ہے، کسی بیماری کا شکار ہو جانے پر اسے ہاسپٹل میں ہی شفٹ کر دیا جاتا ہے اور ہاسپٹل کا عملہ دیکھ بھال کرتا ہے، اولاد کی ذمہ داری صرف مصارف ادا کرنے کی ہی رہ جاتی ہے، غرض یہ کہ مغربی نظام نے آزادی، جدت اور مساوات کے نام پر پورا خاندانی نظام (Family System) تباہ کر دیا ہے اور اسلامی خاندانی نظام کے اصولوں پر تیشے چلانے کی کوشش کی ہے۔(۵۰)

اسی مغربی نظام اور پروپیگنڈہ کی کشش یہ ہے کہ زِنا عام ہو رہا ہے، میاں بیوی کے تعلقات بگڑ رہے ہیں، خواتین ماں بننے سے کنارہ کشی اختیار کر رہی ہیں اور پورے کا پورا معاشرہ بے حیائی کی آخری حدیں چھو رہا ہے، تبادلۂ ازدواج کی بدترین رسم بھی جاری ہے، غیر قانونی بچے بڑھتے جا رہے ہیں، لوگوں کے درمیان ناجائز تعلقات اور ناجائز رشتے بڑھتے جا رہے ہیں، نفسانی خواہشات کو پورا کرنا ہی سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ سب تماشہ کرنے کے بعد بھی مغرب زدہ افراد اپنے نظام کی تمام تر خرابیوں اور مفاسد کا اندازہ کرنے کے باوجود بھی اسلام مخالف حرکتوں سے باز نہیں آرہے ہیں اور جگہ جگہ یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو قید کر دیا ہے، اسلام میں خواتین کا کوئی احترام نہیں، مساوات نہیں، وہاں عورتوں کو دوسرا درجہ دیا گیا ہے اور بہت بڑا ظلم کیا گیا ہے۔

مغرب میں عورت کی آزادی اور معاشی استقلال نے خاندانی نظام کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے نوجوانوں کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل ہے، جنہیں نہ اپنے باپ کا پتہ ہے نہ اپنی ماں کا، اگر کسی کو خوش قسمتی سے ماں کا نام پتہ ہے تو باپ کا نام نہیں پتہ، باپ کا نام پتہ ہے تو ماں کا نام نہیں پتہ، بہن بھائی جیسے مقدس رشتوں کا تصور تو بہت دور کی بات ہے۔(۵۱)

جبکہ اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں میں جو جامع، معتدل اور متوازن اصول تیار کیے ہیں، ان پر عمل پیرا ہونا ہی ہر مرض کا علاج اور ہر نقصان کی تلافی اور ہر بگاڑ کی اصلاح کا کام کر سکتی ہے، اسلام نے عورت کو جو عزت اور مرتبت عطا کی ہے، وہ بے مثال ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہتر ہو اور میں تم میں اپنے اہل و عیال کے حق میں سب سے بہتر ہوں"۔(۵۲)

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

"خواتین کی عزت شریف ہی کرتا ہے اور بے عزتی رذیل شخص ہی کرتا ہے"۔(۵۳)

اسلام میں نکاح و شادی ایک بہت ہی پاکیزہ بندھن اور رشتہ ہے جس میں محبت، ہمدردی، پاکدامنی، پاکیزگی، درست معاشرہ کی تشکیل، معتدل ترین خاندان کی تعمیر، اسلامی اصولوں پر تعلیم و تربیت اور حقوق شناسی اور حقوق کی ادائیگی وغیرہ تمام امتیازات ہیں جبکہ مغرب میں اس طرح کا کوئی تصور نہیں ہے، وہاں ناجائز رشتوں کی بھرمار ہے اور وہاں ازدواجی زندگی حد سے زیادہ کمزور اور بے اثر ہو گئی ہے بلکہ وہاں ایسے اخبارات، میگزین اور کمپٹیاں ہیں جو اخلاقی بگاڑ اور ازدواجی زندگی میں خیانت کی دعوت دیتے ہیں، وہ عریانیت اور برہنگی کو تہذیبی امتیاز قرار دیتے ہیں اور پردہ و حجاب کو دقیانوسیت سمجھا جاتا ہے۔ بعض اخبارات میں اس طرح کی سرخیاں بھی آتی ہیں کہ کیا آپ اپنی شریکِ حیات کو دھوکہ دینا اور اس کے ساتھ خیانت کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ اپنی بیوی کے سامنے کوئی بہانہ کرنا چاہتے ہیں؟ اس سلسلہ میں۔۔۔ سے مدد طلب کیجیے۔ اس کو کمائی کا ایک ذریعہ بھی بنا لیا گیا ہے اور خیانت کے طریقے سکھانے والوں نے لاکھوں ڈالر کما لیے ہیں۔ ابھی حال ہی میں سوڈان میں خرطوم کے گورنر ڈاکٹر مجذوب نے ایک قانون پاس کیا ہے جس میں ہوٹلوں وغیرہ میں عورتوں کو ملازمت سے روک دیا گیا ہے، اس قانون کو وہاں کے علما اور ائمہ نے پوری طرح قبول کیا ہے اور اسے خوش آئند اِقدام قرار دیا ہے، مگر اس پر مغربی میڈیا بڑے شد و مد سے جھنجھلا رہا ہے اور اسے آزادیٔ نسواں پر حملہ قرار دے رہا ہے۔

مغربی دنیا نے آزادی کے نام پر ہر گناہ جائز قرار کرنے کے لئے عقل کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اچھی بری چیزوں کی تمیز ختم کرنے کے لئے خیر و شر کا معیار ہی بدل دیا ہے۔(۵۴)

باہم رضامندی سے بھی بغیر نکاح کے جنسی تعلق کی اجازت نہیں مغربی ممالک کے قوانین، جنھیں اب دنیا کے بیش تر ممالک نے تسلیم کر لیا ہے اور عالمی رائے عامہ کا بھی ان پر تقریباً اتفاق ہو گیا ہے، ان کے مطابق اگر بغیر نکاح کے جنسی تعلق فرق مخالف کی رضامندی سے قائم کیا جائے تو وہ قابلِ تعزیر جرم نہیں ہے۔ اسے جو چیز جرم بناتی ہے وہ جبر اور زور زبردستی ہے۔ ۲۰۱۲ء کے اواخر میں ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں ایک طالبہ کے ساتھ اجتماعی آبروریزی کا واقعہ پیش آیا۔ اس پر پورے ملک میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے اور سماج کے تمام طبقات نے اس کی شدید مذمت کی، خاص طور سے حقوقِ نسواں کی تنظیموں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کی (طالبات) اسٹوڈنٹس۔ اس دوران میں لڑکیوں کے ہاتھوں میں ایسے پلے کارڈز دیکھے گئے جن پر لکھا ہوا تھا

:'تم میری مرضی کے بغیر مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے'۔ گویا کسی لڑکے کا کسی لڑکی سے جائز رشتے کے بغیر اس سے جنسی تعلق قائم کرنا جرم نہیں ہے، بلکہ جرم یہ ہے کہ اس کام کے لیے اس کی رضامندی کیوں نہیں حاصل کی گئی اور اس کے ساتھ زور زبردستی کیوں کی گئی۔ اسلام کی نظر میں جتنا سنگین جرم زنا بالجبر ہے اتنا ہی سنگین جرم زنا بالرضا بھی ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جو لوگ بغیر نکاح کے جنسی تعلق قائم کرتے ہیں وہ قوانینِ فطرت سے کھلواڑ کرتے ہیں اور نظام تمدن میں انتشار و اضطراب کا باعث بنتے ہیں، اس لیے وہ بھی سزا کے مستحق ہیں۔ خاندان کے استحکام کی دیگر تدابیر اسلام نے خاندان کے استحکام کے لیے اور بھی بہت سی تدابیر اختیار کی ہیں، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ اس نے میاں بیوی، اولاد، والدین اور دیگر رشتہ داروں کے حقوق بیان کیے ہیں اور سب کو ان کی ادائی کا پابند کیا ہے۔ اس نے معاشرہ کی عفت و پاکیزگی قائم رکھنے کے لیے متعدد احتیاطی احکام دیے ہیں اور بدکاری، بے حیائی اور فواحش و منکرات کو رواج دینے والوں کے لیے سخت تعزیری قوانین بیان کیے ہیں۔ اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو خاندان کا نظام مستحکم ہو گا اور صالح تمدن کے فروغ کے لیے اپنا کردار بہ خوبی انجام دے سکے گا۔

مطلق آزادی رحمت نہیں زحمت ہے۔ نعمت نہیں لعنت ہے۔(۵۵)

حاصلِ کلام:

اسلام نے ازدواجی زندگی کا جو تصور ہمیں دیا ہے، وہ مغرب کے بیان کردہ قوانین سے بالکل مختلف ہے۔ مغربی اصول میں جنسی، نسلی اور قومی فرق اور بھید بھاؤ کو بنیادی درجہ دیا گیا ہے، وہاں کالے گورے کا فرق ہے اور گوروں کو کالوں سے بلند مرتبہ قرار دیا جاتا ہے۔ وہاں مرد و عورت کی مساوات یعنی برابری کا جو نعرہ لگایا جاتا ہے، اس میں حقوقِ نسواں کا اعلان بھی بڑے شد و مد سے کیا جاتا ہے، اہلِ مغرب زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کو مرد کی صف

میں مساویانہ کھڑا کرتے ہیں اور اسے اپنا تہذیبی امتیاز قرار دیتے ہیں اور یہ یقین کراتے ہیں کہ صدیوں کی غلامی کے بعد انھوں نے بڑی کوششوں سے عورتوں کو آزادی دلا دی ہے اور اب عورتوں کے غم و مصائب کا دور ختم ہو چکا ہے۔

ان دلفریب نعروں کا عورتوں نے استقبال کیا اور متاثر ہو کر اپنا وقار اور حیا تار تار کر کے میدان میں آ گئیں اور اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار باور کیا لیکن اگر بغور جائزہ لیا جائے تو آزادئ نسواں کے نام پر کیے جانے والے پروپیگنڈہ کا فراڈ کھل کر سامنے آتا ہے کہ ان مغربی ممالک میں تمام گھٹیا اور نچلے کام عورت کے سپرد ہیں اور بلند عہدوں تک رسائی ان میں سے ایک فیصد کی بھی نہیں ہے۔)

حوالہ جات

1-القزوینی، ابنِ ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید، الباقی، محمد الفواد، سنن ابنِ ماجہ، دار حیاء، الکتب العربیہ، ج4، فیصل عیسی البابی الحلبی

2۔ احمد، محمد بن محمد بن، ابن سید الناس، ابو لفتح، فتح الدین، النفع الشذی فی شرح "جامع ترمذی"، دار لعاطمہ، الریاض، المملکۃ العربیہ السعودیہ، ۱۴۰۹

3-خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، المکتبۃ العلمیہ، لاہور، ۱۹۹۸، ص: ۸۳

4-محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، مکتبہ بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۱۳، ص: ۲۳۰

5: The origin of the family, private property and the state, Frederick Engels, October, 1884, Hottingen-zurich, P.33

6: عمری، سید جلال الدین، اسلام کا عائلی نظام، مرکزی مکتبہ اسلامیہ، نئی دہلی، ۲۰۰۶م، ص۱۸

7: القرآن الحکیم: النحل، ۲۷، کراچی، تاج کمپنی، ۱۹۷۳

8: اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار، ازہر، حافظ حسین، کلیہ معارف اسلامیہ کراچی، ۲۰۱۹م، ص ۲۰

9: اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار، ازہر، حافظ حسین، کلیہ معارف اسلامیہ کراچی، ۲۰۱۹م، ص ۱۳

10: عمری، سید جلال الدین، اسلام کا عائلی نظام، مکتبہ اسلامی پبلیشرز، نئی دہلی، ۲۰۰۶م، ص ۳۵

11: النیشاپوری، ابوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، حصیاری، احمد بن رفعت بن عثمان حلمی القرہ، بولیوی، محمد عزت بن عثمان الزعفران، الانقروی، ابو نعمہ اللہ محمد شکری بن حسن، الجامع الصحیح "صحیح مسلم"، ج۸، دار طوق النجاہ، بیروت، ۱۴۳۳

12: القرآن الحکیم: الانفال، ۷۵، کراچی، تاج کمپنی، ۱۹۷۳

13. Murdock George, social structure, New York: The Macmillan 1949, p:8

14.*The Origin of the Family, Private Property and the State: In the Light of the Researches of Lewis H. Morgan*, in Karl Marx and Frederick Engels, *Collected Works: Volume 26: Frederick Engels, 1882-89*. New York: International Publishers, 1990, P.130

15: مغربی نظام تعلیم کے اثرات۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ترتیب و تدوین، مولانا عبدالہادی اعظمی ندوی، گجرات پریس، ص53

16.The family tree by Oakely Graham, Yankee publishing, The first issue was published in 2000 by Andrew Koch

17: محمد سابق، سید، کتاب الزواج المعروف خاندانی نظام، ترجمہ، عبدالکبیر محسن، ڈاکٹر، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵م، ص:15

18: القرآن الحکیم: التحریم، ۶، تاج کمپنی، کراچی، ۱۹۷۳

19:الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی، فتح الباری، شرح" صحیح البخاری"، ج۱۳، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹
20:ازہر، حافظ حسین، اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار، کلیہ معارف اسلامیہ کراچی، ۲۰۱۹م، ص9
21:ازہر، حافظ حسین، اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار، کلیہ معارف اسلامیہ کراچی، ۲۰۱۹م، ص53
22:اصلاحی، امین احسن، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م، ص112
23:ازہر، حافظ حسین، اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار، کلیہ معارف اسلامیہ کراچی، ۲۰۱۹م، ص16
24:عبد الخالق، عبد الہادی مدنی، بیوی اور شوہر کے حقوق، دار الاستقامہ، سدھارتھ نگر۔یوپی، ۲۰۰۵م، ص29
25:خان، نواب صدیق الحسن، اسعاد العباد، بحقوق والوالدین والاولاد، امین پوربار، فیصل آباد، ۱۹۹۲، ص:۵۵
26:القرآن الحکیم: القمان، ۱۴، تاج کمپنی، کراچی، ۱۹۷۳
27: سلمی، ام، خاندانی نظام کا استحکام کا معاشرتی فلاح: تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں، العلم، ۲۰۱۷م، ص،13
28: سلمی، ام، خاندانی نظام کا استحکام کا معاشرتی فلاح: تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں، العلم، ۲۰۱۷م، ص3
29:النیشاپوری، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری، عبد الباقی، محمد الفواد، " صحیح مسلم "، القاہرہ، ۱۳۷۴
30:علوی، ڈاکٹر خالد، اسلام میں اولاد کے حقوق، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی، اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۱م، ص:30
31:خان، نواب صدیق الحسن، اسعاد العباد، بحقوق والوالدین والاولاد، امین پوربار، فیصل آباد، ۱۹۹۲، ص:۵۳
32نعیم، صدیقی، عورت معرضِ کش مکش میں، الفیصل پبلشرز، لاہور، ص۲۷
33:مودودی، سید ابو الاعلی، پردہ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳م، ص:70
34: Jimmy Carter, Our Endangered Values, American’s Moral crisis (New York: Simon & Schuster,2005) p 65
35: Single Mother, Samantha Hayes, kindle edition, January 2021, BookTuber
36:اصلاحی، سلطان احمد، اسلام کا نظریہ جنس، الفیصل ناشر، لاہور، ۲۰۱۷م، ص53
37:مودودی، سید ابو الاعلی، پردہ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳م، ص:88
38. The *Family Marriage In Britain* by Ronald *Fletcher Published* by Pelican/Penguin Books (1968).
39:القرآن الحکیم: الفرقان، ۴۷، تاج کمپنی، کراچی، 1973
40:القرآن الحکیم: النور، ۳۲، تاج کمپنی، کراچی، 1973
41:"زمحشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۲۲۷/۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵
42:"رازی، مفاتح الغیب، المعروف بالتفسیر الکبیر، ۱۸۳/ ۲۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۰
43:" دارمی "کتاب النکاح، باب الحث علی التزویج، ۲۲۰۱، موسوعۃ القرآن والحدیث، ص16
44:ندوی، ڈاکٹر، رضی الاسلام، نکاح کے بغیر جنسی تعلق: نظامِ خاندان کی تباہی، ۲۰۲۱م، ادبی میراث، ص47
45:القرآن الحکیم: الفرقان، ۴۷، تاج کمپنی، کراچی، ۱۹۷۳
46:القرآن الحکیم: الروم، ۲۱، تاج کمپنی، کراچی، ۱۹۷۳
47:البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الناصر، محمد زہیر بن ناصر، اجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ " صحیح بخاری "، ج۹، دار طوق النجاۃ، دمشق، ۱۴۲۲ھ
48:ضربِ کلیم، زمانہ حاضر کا انسان، اقبا، علی گڑھ بک ڈپو، علی گڑھ، ۱۹۷۵م، ص7

49:طارق، عبد اللہ، زوالِ مغرب، المطبعۃ العربیہ، لاہور، ۲۰۰۵م، ص۱۶۵

50:خالد، سیف اللہ رحمانی، خاندانی نظام کا بکھراؤ اور اس کے مضر اثرات، بصیرت آن لائن، ۲۰۱۹م، ص۶۷

51: کیلانی، محمد اقبال، نکاح کے مسائل، بیت السلام، الریاض، سعودی عرب، دسمبر ۲۰۲۰م، ص۱۸

52:القزوینی، ابنِ ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید، الباقی، محمد الفواد، سنن ابنِ ماجہ، دار حیاء، الکتب العربیہ، ج4، فیصل عیسی البابي الحلبي

53:ایضاً

54:ندوی، ڈاکٹر، صفدر زبیر، اسلام کا تصور آزادی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۴م، ص۱۲۲

55:ندوی، ڈاکٹر، صفدر زبیر، اسلام کا تصور آزادی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۴م، ص۳۱۷